

بیشک حزب التحریر وہ پیش رو راہنما ہے جو اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا، وہ آپ کو پکارتا ہے کہ اس کے ساتھ مل کر نبوت کے طریقے پر دوسری خلافتِ راشدہ کے قیام کے لیے جدوجہد کریں؛ ایک ایسی ریاست جس کے حکمران اس وقت تک مطمئن نہیں ہوں گے جب تک وہ عوام مطمئن نہ ہو جائے جس کی وہ خدمت کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «اللَّهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئاً فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْتُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئاً فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهِ» "اے اللہ! جس کسی کو میری امت کے کسی معاملے کا والی (ذمہ دار) بنایا گیا اور اس نے ان پر سختی کی، تو تو بھی اس پر سختی کر؛ اور جس کسی کو میری امت کے کسی معاملے کا والی بنایا گیا اور اس نے ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا، تو تو بھی اس کے ساتھ نرمی فرما"۔

صرف خلافت ہی وہ واحد نظام ہے جو امت کو نجات دلا سکتا ہے، جو خیر کو پھیلائے گا، اپنے شہریوں کو ان کی بنیادی ضروریات فراہم کرے گا، اور انہیں بنیادی ضروریات سے بڑھ کر آسائشیں اور سہولیات حاصل کرنے کے قابل بنائے گا۔ جہاں تک آج کا تعلق ہے، تو ان ظالم حکمرانوں کے زیر سایہ صورتحال دن بدن ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكاً﴾ "اور جس نے میرے ذکر (میری نصیحت) سے منہ موڑا، تو یقیناً اس کے لیے زندگی تنگ ہوگی"۔ (سورۃ طہ: 124)

===

صفحہ اول کے لیے

نہ انہوں نے دنیا حاصل کی، اور نہ ہی اپنے دین کی حفاظت کر سکے

مراکش اور یونان کے درمیان ثقافتی تبادلے کے ایک پروگرام کے تحت، اور یونانی دارالحکومت ایتھنز میں بحیرہ روم کی ایک ثقافتی تقریب کے فریم ورک کے اندر، جس کا مقصد دستکاری کی مصنوعات کی نمائش اور روایتی کاریگروں کی مہارتوں کو اجاگر کرنا تھا، مراکش کے وزیر مملکت برائے دستکاری اور سماجی و یکجہتی معیشت، لحسن السعدی نے (جن کا تعلق حکمران جماعت 'نیشنل ریلی آف انڈپینڈنٹس' سے ہے) ایک یونانی راہب کو لکڑی کا بنا ہوا عیسائی صلیب پیش کیا۔ یہ عیسائی صلیب جنوب مغربی مراکش میں رباط سے تقریباً 470 کلومیٹر دور واقع شہر 'الصویرہ' میں صنوبر کی لکڑی سے تیار کی گئی تھی، جس کے لیے یہ خطہ بہت مشہور ہے۔

اخبار الراية: شیخ الاسلام ابن تیمیہ (اللہ ان پر رحم فرمائے) سے ایک ایسے درزی کے بارے میں سوال پوچھا گیا جس نے عیسائیوں کے لیے ریشمی پٹکے (بیلٹ) سیئے تھے، جن پر سونے کی صلیب بنی ہوئی تھی: کیا اس کے سینے میں گناہ ہے، اور کیا اس کی اجرت حلال ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا: (إذا أعان الرجل على معصية الله كان آثماً) "جب کوئی شخص اللہ کی نافرمانی میں مدد کرتا ہے تو وہ گناہ گار ہوتا ہے"۔ پھر انہوں نے فرمایا: (والصليب لا يجوز عمله بأجرة ولا غير أجرة، كما لا يجوز بيع الأصنام ولا عملها. كما ثبت في الصحيح عن النبي ﷺ أنه قال: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخَنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ» متفق عليه وثبت أنه لعن المصورين. وصانع الصليب ملعون لعنه الله ورسوله) "عیسائی صلیب بنانا جائز نہیں ہے، خواہ وہ اجرت کے بدلے ہو یا بغیر اجرت کے، بالکل اسی طرح جیسے بتوں کو فروخت کرنا یا انہیں بنانا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ صحیح (بخاری و مسلم) میں نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «بیشک اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی فروخت کو حرام قرار دیا ہے» (متفق علیہ)۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے تصویریں بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ پس صلیب بنانے والا ملعون ہے، اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ اس پر لعنت بھیجیں"۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے کہ: «أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئاً فِيهِ تَصَالِيْبٌ إِلَّا نَقَضَهُ» "نبی اکرم ﷺ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑتے تھے جس پر صلیب کے نشان ہوں مگر یہ کہ آپ ﷺ اسے توڑ دیتے (مٹا دیتے) تھے"۔ حدیث میں "صلیبوں" سے مراد عیسائی صلیب کی تصاویر ہیں، اور "توڑنے یا مٹانے" سے مراد تصویر کو اس طرح ختم کرنا ہے کہ کپڑا (یا چیز) اپنی جگہ برقرار رہے۔

فتویٰ اور اسلامی اباحت کی مستقل کمیٹی (Permanent Committee for Islamic Research and Fatwa) کے علماء نے (3/437) کہا ہے: (صنع الصليب حرام، سواء كان مجسماً، أم نقشاً، أم رسماً، أو غير ذلك، على جدار، أو فرش، أو غير ذلك، ولا يجوز إدخاله مسجداً، ولا بيوتاً، ولا دور تعليم: من مدارس، ومعاهد، ونحو ذلك. ولا يجوز الإبقاء عليه، بل يجب القضاء عليه، وإزالته بما يذهب بهاعلمه: من كسر، ومحو، وطمس، وغير ذلك. ولا يجوز بيعه، ولا الصلاة عليه) "صلیب بنانا حرام ہے، خواہ وہ مجسمہ ہو، کاندہ کاری ہو، نقش و نگار ہو یا کچھ اور؛ خواہ دیوار پر ہو، فرش پر یا کسی اور جگہ۔ اسے مسجد، گھروں، یا تعلیمی اداروں جیسے اسکولوں، کالجوں اور اس جیسی جگہوں پر لانا جائز نہیں ہے۔ اور نہ ہی اسے برقرار رکھنا جائز ہے، بلکہ اسے ختم کرنا اور اس کے نشانات کو مٹانا واجب ہے، چاہے اسے توڑ کر ہو، مٹا کر ہو، یا دھندلا کر۔ اسے فروخت کرنا جائز ہے اور نہ ہی اس پر (پہن کر یا اس کی موجودگی میں) نماز پڑھنا جائز ہے"۔

حکمرانوں کی اسلام اور اس کے شرعی احکامات سے لاپرواہی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اب وہ عقیدے کے احکامات کی بنیادوں پر ضرب لگا رہے ہیں، اور کفار کے سامنے ان کی مغلوبیت اور خوشامد اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ اس نے انہیں دین کی بنیادی باتوں سے تجاوز کرنے اور 'نواقض ایمان' (ایمان کو باطل کرنے والے امور) میں دھکیل دیا ہے، یعنی ایسے افعال جو انسان کو اسلام کے دائرے سے خارج کر دیتے ہیں، اور یہ سب کچھ وہ اپنے چہروں پر مسکراہٹیں سجائے کر رہے ہیں!

اس فعل کو صرف اس فرد واحد سے منسوب نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ وہ ایک باختیار عہدے پر فائز ہے؛ وہ ایک وزیر کے مرتبے پر ہے، کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ نہ ہی اسے اس کی جانب سے ایک انفرادی عمل قرار دیا جا سکتا ہے، جس کا ثبوت یہ ہے کہ ریاست نے اس کے رویے کی مذمت میں یا اس سے لاتعلقی کا کوئی بیان جاری نہیں کیا ہے۔ جب اس عمل کو ریاست کے دیگر اداروں کے اسی طرح کے متعدد اقدامات کے تناظر میں دیکھا جائے، تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ ریاست اور حکمران سیاسی طبقے کے اندر ایک عمومی رجحان کی نشاندہی کرتا ہے، جس کا واضح عنوان یہ ہے: کافر کی خوشنودی تلاش کرنا، اور اس کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے ہر ممکن طریقے سے اس کے سامنے ناک رگڑنا، اس امید پر کہ شاید وہ انہیں اقتدار میں برقرار رکھے اور ان مراعات کے ان ریزوں (ٹکڑوں) کی ضمانت دے دے جنہوں نے ان کی بصیرت کو اندھا کر دیا ہے۔

وہ یہ نہیں سمجھتے کہ وہ کفار کے سامنے جتنا زیادہ خود کو ذلیل کریں گے، کفار کی انہیں ذلیل کرنے کی اشتہا اتنی ہی بڑھ گی، اور کفار اتنا ہی زیادہ ان سے منہ موڑ لیں گے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ لوگ اب وہ ناکارہ مہرے بن چکے ہیں جن کی عوام میں کوئی ساکھ نہیں رہی، اور اس لیے ان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ پھر انہیں دنیا اور آخرت میں رسوائی اپنی لپیٹ میں لے لے گی، نہ انہوں نے دنیا حاصل کی ہوگی اور نہ ہی اپنے دین کی حفاظت کر سکے ہوں گے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاتَّخَذُوا اللَّهَ لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ مَن يَشَاءُ لَللَّهِ الْإِخْتِيارُ عِنْدَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (سورۃ التوبہ: 30)

===

خصوصی مضمون کے تحت

مسلمانوں کے مسائل اس وقت تک حل نہیں ہوں گے جب تک خلافت قائم نہ ہو جائے

چنانچہ لبنان کے حکمران اور مسلم ممالک کے دیگر حکمران، فلسطین کو آزاد کرانے اور یہودی وجود کو ختم کرنے کے بجائے، اس کے ساتھ تعلقات استوار کرنے (نارملائزیشن) کے لیے کوشاں ہیں۔ وہ اس (یہودی وجود) کی سلامتی کی ضمانت دینے کے لیے امریکہ اور یہودی وجود کے ساتھ مل کر سازشیں کر رہے ہیں۔ یہ حکمران کفار کے ساتھ اتحاد کرنے کے خطرے کو نہیں سمجھتے، کہ یہ

دنیا میں ذلت اور آخرت میں دردناک عذاب کا باعث ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَلْيَتُّونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا﴾ "وہ جو مومنوں کے بجائے کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ کیا وہ ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں؟ تو بیشک تمام عزت اللہ ہی کے لیے ہے۔" (سورۃ النساء: 139)

وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کفار ریاستوں کا بنیادی مقصد صرف اپنے مفادات کا تحفظ ہے اور وہ دن رات اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی دلوں میں چھپائے رکھتے ہیں۔ اگر وہ کسی ایسی ریاست سے کسی قسم کے اطمینان کا اظہار کرتے ہیں جو ان کی خارجہ پالیسی کے مدار میں گھومتی ہے، یا اپنے ایجنٹوں ہی سے (خوش ہونے کا دکھاوا کرتے ہیں)، تب بھی وہ ان کی خیر خواہی نہیں چاہتے۔ اس کے بجائے، وہ اپنے برے ارادوں کو چھپاتے بھی ہیں اور ان کا کھلم کھلا اظہار بھی کرتے ہیں، خواہ یہ حکمران کوئی بھی ہوں، یہودی وجود کے حقیقی اتحادی ہی کیوں نہ ہوں۔ چاہے وہ امریکہ کے مدار میں گھوم رہے ہوں، یا اس کے ایجنٹ رہے ہوں، اگر وہ یہ سمجھ جاتے کہ جب امریکہ کے مفادات ان کے خاتمے کا تقاضا کرتے ہیں تو وہ ان کی کوئی قدر نہیں کرتا، تو وہ تاریخ کے اسباق سے ضرور کچھ سیکھتے۔ امریکہ نے اپنے کتنے ہی اتحادیوں کو ان کا مقصد پورا ہونے کے بعد (ردی کی طرح) نکال پھینکا ہے؟ اگر ان حکمرانوں میں ذرا بھی عقل ہوتی تو وہ کفار کو یکسر مسترد کر دیتے، لیکن وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، اور وہ (حق کی طرف) نہیں ہلٹیں گے۔ کافر استعمار کے ساتھ ان کی وفاداری اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ جب ان کے کسی ایک ملک پر حملہ کیا جاتا ہے، تو دوسرے اس کی مدد کے لیے حرکت تک نہیں کرتے۔ ان میں سب سے بہتر وہ ہیں جو صرف مردوں اور زخمیوں کی گنتی کرتے رہتے ہیں! مسلمانوں کے لیے بنیادی اصول یہ ہے کہ وہ ایک ہی امت ہیں؛ ان کی صلح ایک ہے اور ان کی جنگ ایک ہے۔ امت کے کسی بھی حصے پر حملہ پوری امت پر حملہ تصور ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ ہر اس حصے کی شرعی ذمہ داری ہے جس پر حملہ ہو کہ وہ حملہ آور کے خلاف مزاحمت کرے، لیکن اس سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ ایران میں پاسداران انقلاب مزاحمت کرتے ہیں، اور لبنان میں ایران کی حزب (حزب اللہ) مزاحمت کرتی ہے، لیکن یہ سب کچھ اس وقت تک مسئلہ حل نہیں کرے گا جب تک خلافت قائم نہیں ہو جاتی، جو اللہ کی اطاعت اور اس کے شرعی قوانین کے نفاذ کے ذریعے اس کے دین کی نصرت کرے، تاکہ وہ اللہ کے اذن سے غالب ہو کر اپنی عدل و انصاف اور جہاد کے ذریعے دنیا کو روشن کر سکے، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے اپنی فتح (نصر) سے سرفراز فرمائے۔

امیر حزب التحریر، جلیل القدر عالم شیخ عطا بن خلیل ابو الرشتہ کی جانب سے جاری کردہ ایک سوال و جواب سے اقتباس

===

توانائی کا مستقبل اس کے ہاتھ میں ہے جس کے پاس اس کی ترسیل (ٹرانزٹ) کی چابیاں ہیں

تیل اب محض ایک تزویراتی (اسٹریٹجک) شے نہیں رہا، بلکہ یہ راستوں کا ایک پیچیدہ جال بن چکا ہے۔ جو کوئی ان راستوں کو کنٹرول کرتا ہے، وہ ایک گولی چلائے بغیر عالمی معیشت کی نئی تشکیل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگرچہ ریاستیں سپلائی کے راستوں میں تنوع لائے اور توانائی کی شریانوں کو بہتر بنانے کی کوشش کرتی ہیں، لیکن توازن اب بھی نازک ہے، جو ڈیٹرنس اور بہاؤ، اور تحفظ اور بلیک میلنگ کے درمیان ایک درست مساوات پر منحصر ہے۔ بڑی طاقتیں ایک طویل عرصے سے اس حقیقت سے آگاہ ہیں۔ چین نے 'بیلٹ اینڈ روڈ انیشیٹیو' کے ساتھ ساتھ متبادل توانائی کے حصول کی کوشش کی ہے، قطع نظر اس کے کہ اسے اس میں کامیابی ملی یا ناکامی۔ امریکہ بھی طویل عرصے سے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے کنٹرول حاصل کرنے کے لیے عسکری، معاشی اور سیاسی طور پر سرگرم ہے۔ آج ہم مشرق وسطیٰ اور اس کی گزرگاہوں پر اثر و رسوخ کے لیے، اور افریقہ اور اس کی دولت پر جو جنگیں دیکھ رہے ہیں، وہ دو مخالف فریقوں کے درمیان 'بغیر آگ کے جنگ' کے سوا کچھ نہیں، یہ ایک ایسا تصادم ہے جو کسی بھی تاریک لمحے میں ہمارے تصور سے کہیں بڑی جنگ کی طرف لے جا سکتا ہے۔

اس طرح، توانائی کے مستقبل کا فیصلہ صرف اس بنیاد پر نہیں ہوگا کہ تیل کا مالک کون ہے، بلکہ اس بنیاد پر ہوگا کہ اس کی ترسیل کی چابیاں کس کے پاس ہیں۔ ایک ایسے وقت میں جب مفادات آپس میں ٹکراتے ہیں اور گزرگاہیں تنگ ہو جاتی ہیں، یہ تنازع

ان پر کنٹرول حاصل کرنے کی جدوجہد میں بدل سکتا ہے، جو بین الاقوامی نظام میں طاقت کے اصولوں کی نئی تحریر کا باعث بنے گا۔

مسلمانوں کی زمینیں اس قابل ہونے سے دور نہیں ہیں کہ وہ حرکت میں آئیں اور ایک بڑی تبدیلی برپا کر دیں۔ ان کے پاس ایک الہی نظریہ، بے پناہ دولت اور اہم گزرگاہیں ہیں۔ وہ دنیا کے مرکز میں واقع ہیں، اور اگر اللہ نے چاہا تو وہ تیل کے کنوؤں سے لے کر بندرگاہوں تک کے اس بند چکر (closed loop) میں ایک پیروکار سے بدل کر ایک کنٹرولر بن جائیں گے۔ ان کے پاس ایسی طاقت ہے جو نہ صرف ذخائر کی مقدار سے بلکہ مسلسل اور مربوط کنٹرول سے آتی ہے۔ وہ پیداواری میدانوں اور ذخیرہ کرنے کی گنجائش، نقل و حمل (پائپ لائن نیٹ ورکس اور اندرونی سہولیات) اور ترسیل کو بھی کنٹرول کرتے ہیں، کیونکہ آبنائے ہرمز، باب المندب، باسفورس اور در دانیال سمیت تمام آبنائے اس ریاست کے قبضے میں ہوں گے۔ یوں قیمتوں کے تعین، فروخت، معاہدوں اور کرنسی کے تمام میکانزم مسلمانوں کے خلیفہ کے ہاتھ میں ہوں گے۔

جب بنیادی ڈھانچہ جیسے متعدد گہرے سمندر کی بندرگاہیں، اسٹریٹجک ریزرو ذخیرہ کرنے کی سہولیات، ترسیل کے مقامات کے قریب ریفرنریز وغیرہ تعمیر ہو جائیں گی، تو وہ نظریاتی ریاست، یعنی خلافت جو اللہ کے اذن سے جلد قائم ہونے والی ہے، جب توانائی کی زنجیروں اور گزرگاہوں پر اپنی گرفت مضبوط کر لے گی، تو وہ ایک عالمی ترسیلی پلیٹ فارم میں بدل جائے گی، جو توانائی کے بہاؤ کے پیچھے بھاگنے کے بجائے اسے منظم کرے گی۔

اصل طاقت شریانوں کو بند کرنے میں نہیں بلکہ انہیں ایک خاص قیمت پر اور اس نظریاتی ریاست کی طے کردہ شرائط کے تحت کھلا رکھنے کی صلاحیت میں پنہاں ہے۔ منظم استحکام اثر و رسوخ کی اعلیٰ ترین شکل بن جاتا ہے۔ آج بڑی طاقتیں جس چیز پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں، وہ درحقیقت پہلے ہی خلافت کی ریاست کی ملکیت ہے۔ بیلٹ اینڈ روڈ ہماری زمینوں پر ہے، نئی شاہراہ ریشم ہماری زمینوں پر ہے، آبنائے ہماری آبنائے ہیں، توانائی ہماری توانائی ہے، اور ہر قسم کے خام مال کی دولت ہماری ہے۔

===

وسطی ایشیا دو انتخاب کے درمیان: محکومی یا آزادی

وسطی ایشیا کی اقوام آج دو راستوں کے سامنے کھڑی ہیں: یا تو امریکہ، چین اور روس جیسی بڑی طاقتوں کی راہداریوں میں خادم بن کر رہیں، یا اپنے ایمان اور اتحاد پر بھروسہ کرتے ہوئے دنیا کے سامنے عدل و انصاف کا ایک نیا نظام پیش کریں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جب کبھی ہم اللہ ﷻ کے دین پر متحد ہوئے، ہم طاقتور اور باعزت رہے، اور جب کبھی ہم استعمار کے سستے وعدوں کے دھوکے میں آئے، ہمیں ناانصافی اور محکومی کا سامنا کرنا پڑا۔ آج کے جغرافیائی سیاسی طوفان ہمیں ایک بار پھر اس عظیم الشان اتحاد کی طرف پکار رہے ہیں۔ اور یہ اتحاد محض ایک معاشی اتحاد نہیں ہے، بلکہ خلافت کی ریاست کے سائے میں ایک سیاسی اور اعتقادی وحدت ہے۔

مزید برآں، خلافت کی واپسی کے ساتھ ہی وہ مصنوعی سرحدیں اور تنگ نظر قوم پرستانہ مفادات کی رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی جو وسطی ایشیا کے ممالک کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہیں۔ یہ عظیم ریاست اس خطے کو غیر ملکی طاقتوں کے جغرافیائی سیاسی کھلونے سے بدل کر دنیا کے صفِ اول کے مرکزِ طاقت میں تبدیل کر دے گی۔ خلافت کے سائے میں، آمد و رفت کی گزرگاہیں استعمار کی غصب شدہ دولت کی منتقلی کے لیے استعمال نہیں ہوں گی، بلکہ اس کے بجائے مسلمانوں کی ضروریات کو پورا کرنے اور پوری دنیا میں اسلام کے پیغامِ رسالت کو پھیلانے کا ذریعہ بنیں گی۔ ہماری امت کی عزت اور اس خطے کی حقیقی آزادی اسی الہی نظام کی واپسی سے جڑی ہے۔ بیشک یہ روشن دن، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اذن سے، بہت قریب ہیں: ﴿لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ * بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾ "اختیار تو پہلے بھی اللہ ہی کا تھا اور بعد میں بھی (اسی کا ہوگا) اور اس دن مومن خوش ہوں گے * اللہ کی مدد سے۔ وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے، اور وہی غالب اور نہایت رحم والا ہے۔" (سورۃ الروم: 4-5)

===

خوش بخت ہیں وہ جو اپنی زندگی کے ضائع ہونے سے پہلے اس کی قدر کو پہچان لیں، اور اپنی زندگی کو اپنے حق میں گواہ بنائیں نہ کہ اپنے خلاف

آج اس امت کے نوجوانوں کو جس سب سے خطرناک معاملے کا سامنا ہے وہ محض فتنوں کی کثرت نہیں ہے، بلکہ بے مقصد گفتگو، لایعنی لہو و لعب اور ایسی فضولیات میں اپنی زندگیوں کو ضائع کرنا ہے جن کا کوئی فائدہ نہیں، یہاں تک کہ دن اور سال گزر جاتے ہیں اور دین یا دنیا کی زندگی میں کوئی نقش باقی نہیں رہتا۔ کتنے ہی نوجوان مرد اور خواتین اپنی توانائی اور وقت فضول مجلسوں، سوشل میڈیا اور لوگوں کی خبروں کے پیچھے برباد کر رہے ہیں، جبکہ دین کے حوالے سے ان کے فرائض دن بدن کمزور پڑتے جا رہے ہیں!

درحقیقت، نوجوان امت کی قوت اور اس کا سہارا ہیں۔ اگر وہ معمولی باتوں میں الجھ جائیں، حیلے بہانوں کے عادی ہو جائیں، اور عبادات و دعوت کے میدان میں اپنی شرعی ذمہ داریوں کو ترک کر دیں، تو اس سے پوری امت کمزور پڑ جاتی ہے۔ گزرا ہوا وقت کبھی لوٹ کر نہیں آتا، اور ایک دن ہر انسان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور کھڑا ہوگا، جہاں اس سے اس کی جوانی کے بارے میں سوال ہوگا کہ اس نے یہ وقت اور جوانی کہاں اور کیسے صرف کی۔

مسلم نوجوانوں کے لیے یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی امت کی صورتحال کے محض تماشائی بنے رہیں، یا آرام طلبی اور ٹال مٹول کے قیدی بن کر رہ جائیں۔ اس کے بجائے، انہیں اپنی جوانی کو اسلام کی خدمت میں اطاعت اور عمل کا راستہ بنانا چاہیے، چاہے وہ ایک اچھی بات کہنے، حق کی حمایت کرنے، یا امت کے مسائل کا دفاع کرنے کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ﴾ "کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں یونہی بے مقصد پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟" (سورۃ المؤمنون: 115)

پس مبارکباد کے مستحق ہیں وہ لوگ جو اپنی زندگی ختم ہونے سے پہلے اس کی قدر کو پہچان لیں، اپنی زندگی کو اپنے حق میں گواہ بنائیں نہ کہ اپنے خلاف، اور اپنی جوانی کو ان کاموں کے لیے وقف کر دیں جن سے اللہ راضی ہو اور لوگوں کو نفع پہنچے، اس سے پہلے کہ وہ دن آ پہنچے جب ندامت اور پچھتاوا کسی کام نہ آئے گا۔

===